چلتے کاروبار کا حکم اور جائز طریقہ؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FSD-9131

تاریخ اجراء: 06ربیع الثانی1446ھ /10اکتوبر2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی دوکان ہے، جس میں تقریباً ڈیڑھ، دولاکھ روپے کا مال موجود ہے، بکر نے زید کو دولاکھ روپے دیئے کہ میرے یہ پیسے اپنے کاروبار میں لگالو، ہم مشترکہ کام کرتے ہیں اور طے یہ کیا کہ ہر ماہ نفع کا نہیں، بلکہ جو بھی ٹوٹل سیل ہوگی، اس کا 2 فیصد مجھے دیتے رہنا، باقی تمام معاملات تمہارے ذمہ ہوں گے، تو زید نے اس سے پیسے لے کر کام میں شامل کر لیے۔ شرعی رہنمائی فرمائیں کہ زید و بکر کا باہم یہ معاہدہ کرنا کیسا ہے؟ نوٹ: بکر نے زید کی دوکان میں سے کوئی مخصوص حصہ (Share) نہیں خریدا اور نہ ہی کسی خاص پروڈکٹ میں شرکت کی ہے، بلکہ چلتے کاروبار میں پیسوں کے ذریعے شرکت کی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں بیان کردہ طریقہ کار کے مطابق زید و بکر کا عقدِ شرکت (Partnership) کرنا، دو وجوہات کی بنا پر ناجائز و گناہ ہے، دونوں پر اس معاہدے کو ختم کرنا اور اس عمل سے توبہ کرنا بھی لازم ہے۔

(1) پہلی وجہ یہ کہ دونوں جانب سے نقدی مال (مثلاً روپے پیسے رقم) نہیں ہے، بلکہ ایک جانب سے نقدی اور دوسری طرف سے سامان ہے، حالانکہ قوانینِ شرعیہ کے مطابق شرکتِ مال کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ دونوں جانب سے نقدی مال ہو، کسی بھی جانب سے سامان نہ ہو، اگر کسی ایک جانب سے بھی سامان ہوگا، تو اس طرح شرکت کرنا جائز نہیں ہوگا اور اس شرکت کو ختم کرنا لازم ہوگا۔

(2) دوسری وجہ یہ ہے کہ نفع (Profit) ٹوٹل سیل میں سے مقرر کیا گیا، حالانکہ شرعی اصول یہ ہے کہ شریک (Partners) کاروبار کے حقیقی نفع میں سے باعتبارِ فیصد، حصہ دار ہوتے ہیں، جبکہ یہاں بکر کو اولاً ٹوٹل سیل کا 2 فیصد دینا ہوگا، اخراجات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوگا، ایسی شرط سے شرکت فاسد ہو جاتی ہے، کیونکہ یہ ایسی شرط ہے جو

شرکت کو منقطع کرنے والی ہے کہ اگر اس نے پہلے ہی اپنے لئے فکس مارجن نکال لیا، تو ممکن ہے کہ اخراجات نکالنے کے بعد کبھی زید کو کچھ بھی نہ ملے، تو یوں زید کی اس کے ساتھ نفع میں شرکت ہی نہ رہی، حالانکہ نفع میں شرکت کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ اولاً اخراجات وغیرہ نکالے جائیں، پھر جو نفع ہو وہ طے شدہ فیصد کے مطابق تقسیم ہو۔ لہٰذا پوچھی گئی صورت میں فریقین پر اس شرکتِ فاسدہ کو ختم کرنا ضروری ہے اور اس صورت میں نفع، نقصان کی تقسیم کاری کے متعلق اصول یہ ہے کہ جو کچھ نفع ہوا، وہ دونوں فریق اپنے مال کے تناسب سے تقسیم کریں گے، اسی طرح اگر کچھ نقصان ہوا ہے، تو وہ بھی اپنے مال کے تناسب سے برداشت کریں گے۔

شرکتِ مال کے لیے دونوں طرف سے نقدی مال ہونا ضروری ہے، چنانچہ محیط برہانی میں ہے: ”ثم الشركة إذا كانت بالمال لا تجوز عناناً كان أو مفاوضة إلا إذا كان رأس مالهما من الأثمان التي لا تتعين في عقود المبادلات نحو الدراهم والدنانير، فأما ما يتعين في عقود المبادلات نحو العروض، فلا تصح الشركة بها سواء كان ذلك رأس مالهما أو رأس مال أحدهما“ ترجمہ: پھر جب شرکت مال کے ساتھ ہو، تو شرکت مفاوضہ وعنان اسی صورت میں جائز ہوگی، جب دونوں کا سرمایہ اس ثمن کے قبیل سے ہو جو عقود مبادلہ میں متعین نہیں ہوتے جیسے درہم ودینار۔ تو جو چیزیں عقود مبادلہ میں متعین ہو جاتی ہیں، جیسے سامان تو اس کے ساتھ شرکت درست نہیں، چاہے یہ سامان دونوں کا راس المال ہو یا ان میں سے ایک کا۔ (المحیط البرھانی، جلد6، صفحہ 5، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

یونہی در مختار میں ہے: ”ولا تصح مفاوضة وعنان ذكر فيهما المال . . . بغير النقدين، والفلوس النافقة والتبر والنقرة أي ذهب وفضة لم يضربا إن جرى مجرى النقود التعامل بهما وإلا فكعروض“ ترجمہ: شرکت مفاوضہ یا عنان جس میں مال کا ذکر ہو، وہ اسی صورت میں درست ہے، جب کہ دراہم ودنانیر کے ساتھ ہو، یا رائج سکوں کے ساتھ ہو، یا بغیر ڈھلے سونے اور چاندی کے ساتھ، جب کہ ان دونوں کو نقدی کی طرح استعمال کرنے کا تعامل ہو چکا ہو، ورنہ یہ سامان کی طرح کہلائیں گے۔ (در المختار، جلد4، صفحہ 310، مطبوعہ بیروت)

عقدِ شرکت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ ایسی بات نہ پائی جائے جو شرکت کو منقطع کر دے، ورنہ شرکت فاسد ہو جائے گی، چنانچہ در مختار میں ہے: ”(وشرطها) أي شركة العقد . . . عدم ما يقطعها كشرط دراهم مسماة من الربح لأحدهما) لأنه قد لا يربح غير المسمى“ ترجمہ: شرکتِ عقد کی شرط یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز نہ پائی

جائے جو شرکت کو ختم کر دیتی ہے، جیسے نفع میں سے دراہم کی معین مقدار کسی ایک کے لیے طے کر لینا، کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صرف اتنی مقدار ہی نفع ہوتا ہے، اس سے زیادہ نہیں ہوتا (ایسی صورت میں سارا اس ایک بندے کے لیے متعین ہو جائے گا)۔ (تنویر الابصار و در مختار، جلد 4، صفحہ 305، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

حاشیہ چلپی میں ہے: "وإذا شرط فی المضاربة ربح عشرة أو في الشركة تبطل لا لأنه شرط فاسد بل لأنه شرط ينتفی به الشركة" ترجمہ: مضاربت یا شرکت میں دس (دراہم) نفع طے کر لیا گیا، تو عقد باطل ہو گا، اس لیے نہیں کہ یہ شرط فاسد ہے، بلکہ اس لیے کہ یہ ایسی شرط ہے جس کی وجہ سے شرکت ہی ختم ہو رہی ہے۔ (شلبی علی التبیین، جلد 3، صفحہ 320، مطبوعہ دار الکتاب الاسلامی)

شرکت فاسدہ کو ختم کرنے کے متعلق درر الحکام میں ہے: "يكون فيه تقرير الفساد وهو واجب الدفع"

ترجمہ: شرکت فاسدہ کے باقی رکھنے میں فساد کا برقرار رکھنا لازم آتا ہے، حالانکہ اس کا دور کرنا واجب ہے۔ (درر الحکام شرح غرر الاحکام، جلد 2، صفحہ 324، مطبوعہ دار الكتب العربية، بیروت)

شرکت فاسدہ میں نفع کی تقسیم کاری کے متعلق در مختار میں ہے: "والربح فی الشركة الفاسدة بقدر المال" یعنی شرکت فاسدہ میں نفع بقدر مال ہو گا۔ (در المختار، کتاب الشرکۃ، جلد 6، صفحہ 498، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: "اگر شرکت فاسدہ میں دونوں شریکوں نے مال کی شرکت کی ہے تو ہر ایک کو نفع بقدر مال کے ملے گا۔" (بہار شریعت، حصہ 10، صفحہ 511، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اور نقصان کے متعلق بہار شریعت میں ہے: "نقصان جو کچھ ہو گا وہ راس المال کے حساب سے ہو گا، اسکے خلاف شرط کرنا باطل ہے، مثلاً دونوں کے روپے برابر برابر ہیں اور شرط یہ کی کہ جو کچھ نقصان ہو گا اُسکی تہائی فلاں کے ذمہ اور دو تہائیاں فلاں کے ذمہ، یہ شرط باطل ہے اور اس صورت میں دونوں کے ذمہ نقصان برابر ہو گا۔" (بہار شریعت، جلد 2، صفحہ 491، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

جائز طریقہ: اگر اس طرح چلتے کاروبار میں شرکت کرنا چاہیں، تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ زید اپنے تمام مال کا کوئی مشاع حصہ (یعنی کل مال کے ہر ہر جز میں آدھا یا چوتھائی وغیرہ) بکر کو بیچ دے، پھر عقد شرکت اس طرح کریں کہ نفع فیصد کے حساب سے مقرر کر لیں، لیکن اگر اس میں کوئی نقصان ہوا، تو وہ ہر شریک کے مال کے حساب سے ہو گا۔

چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے: "ولو كان من احدهما دراهم، ومن الاخر عروض، فالحيلة فی جوازه ان يبيع صاحب العروض نصف عرضه بنصف دراهم صاحبه ويتقابضا ويخلطا جميعا حتى تصير

الدراھم بینھما والعروض بینھما ثم یعقدان علیھما عقد الشرکۃ فیجوز“ترجمہ: اگر دونوں میں سے ایک کے پاس دراہم اور دوسرے کے پاس سامان ہو تو اس میں عقد شرکت کے جواز کا حیلہ یہ ہے کہ سامان والا اپنے آدھے سامان کو آدھے دراہم کے بدلے بیچ دے اور دونوں قبضہ کر لیں اور سارے مال کو آپس میں ملادیں حتی کہ دراہم اور سامان دونوں کے درمیان مشترک ہو جائے پھر اس میں عقد شرکت کر لیں تو جائز ہو گا۔(بدائع الصنائع، کتاب الشرکۃ، جلد 5، صفحہ 78، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے:”اگر دونوں کے پاس روپے اشرفی نہ ہوں، صرف سامان ہو اور شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان کرنا چاہتے ہوں تو ہر ایک اپنے سامان کے ایک حصہ کو دوسرے کے سامان کے ایک حصہ کے مقابل یا روپے کے بدلے بیچ ڈالے اس کے بعد اس بیچے ہوئے سامان میں عقد شرکت کر لیں۔“(بہار شریعت، جلد 2، صفحہ 496، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم